© rasailojaraid.com

"ایک دلچسپ ادبی بحث"

جنوری ۱۹۵۰ء کے برہان میں جو نظرات لکھے گئے تھے اس میں ایک موقع پر فارسی کا ایک شعر

حاجی بر کعبہ دمن طالب دیدار ⁛ او بخانہ ہمی جوید و من صاحب خانہ

آگیا تھا۔ اس پر ہفتہ وار "صدق" مورخہ ۳ر فروری میں ایک صاحب علم کا مراسلہ شائع ہوا جس میں انہوں نے اس شعر سے متعلق نظرات نگار پر نکتہ چینی کی تھی۔ اتفاق سے اس کا ذکر ایک خط میں فاضل دوست خواجہ عبدالرشید صاحب سے آیا جن سے قارئین برہان خوب واقف ہیں تو موصوف نے "صدق" کے مراسلہ کے جواب میں اپنی معلومات پیش کیں جو ذیل میں ایک دلچسپ ادبی بحث کی حیثیت سے ہدیۂ ناظرین ہیں خواجہ صاحب کے ارشاد کے مطابق ہم پہلے "صدق" کا مراسلہ بعینہٖ نقل کرتے ہیں اس کے بعد آپ خواجہ صاحب کا خط ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس سلسلہ میں جیسا کہ ہمارے فاضل دوست نے خود بھی لکھا ہے یہ امر دلچسپی کا باعث ہوگا کہ "صدق" کے فاضل مراسلہ نگار بھی "ایک پنجابی عہدہ دار ہیں" اور اس کا جواب لکھنے والے ہمارے دوست بھی "ایک پنجابی عہدہ دار" ہی ہیں بہرحال عہدہ داروں کا یہ فارسی ادب و شعر کا ذوق موجب صد تحسین و آفرین ہے۔ "اڈیٹر"

ایک "شعر" کی تحقیق

(ایک پنجابی عہدہ دار کے قلم سے)

جنوری ۱۹۵۰ء رسالہ برہان (دہلی) نظرات حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے ساتھ ارتحال پر نثر میں ایک مرثیہ تھا جو مولانا سعید احمد اکبرآبادی کے قلم سے نکلا ہے تاثرات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ات صفحوں پر مشتمل تھے۔ اور قابل احترام۔ مگر آخری صفحے کے وسط میں مولانا نے شعر لکھدیا ہے ناصر خسرو کے ساتھ منسوب کرکے۔ تو اس سے اس تعزیت نامے رنگ پھیکا پڑ گیا ہے اگر اس شعر کی اصلیت مولانا کو معلوم ہوتی تو وہ شاید یہ شعر لکھتے۔ یہ درحقیقت شعر نہیں اور نہ ناصر خسرو سے اس کو تعلق ہے یہ اصل میں مصرعے ہیں بھائی عاملی[1] کے ایک مخمس کے! یہ مخمس عارفانہ نہایت دلپذیر ہے گریہ دو مصرعے جو مولانا نے لکھ دئے ہیں انہیں ایک مستقل شعر سمجھ لیا جائے تو خیالات ادائیگی میں تواتر اور روحانی تجسس جو موجود ہے اس میں تو وہ ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے مطالب کہاں سے کہاں نکل جاتے ہیں۔

عرصہ ہوا ایران میں ایک فارسی کتاب ہاتھ لگی تھی جہاں میں نے مخمس دیکھا اسوقت اسقدر پسند آیا کہ کچھ بند نقل کرلئے۔ یہ جو دو مصرعے ایک شعر بنا کر مولانا سعید صاحب نے لکھے ہیں یہ ذیل کے بند سے تعلق رکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:-

ں دم کہ عزیزاں برندے پئے برکار | زاہد بسوئے مسجد و من جانب خمار
ہی برد کعبہ و من طالب دیدار | من یار طلب کردم و او جلوہ گہ یار

او خانہ ہمی جوید و من صاحب خانہ

خط کشیدہ مصرعوں کو ملاکر ایک شعر پیدا کر دیا گیا ہے! اور اسے ناصر خسرو کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے اب اس مخمس کے دیگر بند بھی ملاحظہ ہوں۔ اوپر والے بند سے پہلے ایک اور بند ہے اور وہ یہ ہے:-

رفتم بدر صومعہ عابد و زاہد | دیدم ہمہ را پیش رخت راکع ساجد
درمیکدہ رہبانم و در صومعہ عابد | گہ معتکف دیرم و گہ ساکن مسجد

یعنی کہ ترا می طلبم خانہ بہ خانہ!

اب تیسرا بند ملاحظہ ہو دیکھئے کتنی جان ہے اس میں اور کس طرح بول رہا ہے

[1] یعنی شیخ بہاء الدین عاملی صاحب کشکول و "مثنوی" "نان و حلوا" (صمد ق)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہر در کہ زدم صاحب آں خانہ توئی تو   ہر جا کہ روم پرتو کاشانہ توئی تو
در بتکدہ در دیر کہ جانانہ توئی تو   مقصود من از کعبہ و بت خانہ توئی تو
مقصود توئی کعبہ و بت خانہ بہانہ!

اب آخری بند ملاحظہ فرمائیے:۔

بیچارہ بہائی کہ دلش زار غم تست   ہر چند کہ عاصی است ز خیل خدم تست
امید وی از عاطفت دم بدم تست   تقصیر دگناہش بامید کرم تست
یعنی کہ گنہ را بہ از یں نیست بہانہ!

شعر کی تحقیق کی تحقیق

از

جناب خواجہ عبد الرشید صاحب ۔ راولپنڈی

آپ نے شعر کی تحقیق کے متعلق لکھا ہے۔ میں نے شعر کی تحقیق پڑھی تھی۔ مگر کہنے والے سے آشنا نہیں ہوں۔ البتہ آپ کو اسی موضوع پر اپنی تحقیق روانہ کرتا ہوں جو پنجابی عہدہ دار کے جواب میں ہے۔ زبان میں تنگ نکال کر مشکور فرمائیے۔

عجیب اتفاق کی بات ہے کہ جس روز محدث پہنچا در اسمیں پنجابی عہدہ دار کے قلم سے ایک شعر کی تحقیق پر سرا سند دیکھا اسی شام اپنی کتابوں کی پڑتال کر رہا تھا کہ ایک جلد مجلۂ آئندہ مطبوعہ طہران ہاتھ لگی۔ اٹھائی اور صفحے الٹنے شروع کر دیئے۔ ایک مقام پر پہنچ کر عنوان جو نظر پڑا تو نظر جونک گئی۔ عنوان تھا ــــــ راجع بغزل خیالی و مخمس شیخ بہائی“۔ غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ عنوان بحث انتقاد کا ایک حصہ جو اس شمارہ میں بطور باب باندھ دیا گیا تھا۔ اور اس سے پیشتر مباحث بھی اس سے متعلق موجود تھے۔ جب مضمون کو شروع سے سلسلہ وار پڑھا تو ذیل کے نقاط ترتیب وار سمجھ میں آتے گئے۔ اب آپ کا جو خط آیا ہے تو پھر اسے ایک بار دیکھا اور شدہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شدہ اقتباس لینے کے بعد انہیں یکجا کر دیا ہے اور رسالہ خدمت کر رہا ہوں۔
بعض جگہ اقتباس بعینہ درج کردئے گئے ہیں بغیر ترجمہ کے صدق میں "ایک شعر کی
تحقیق"، بھی کسی پنجابی کی لکھی ہوئی ہے اور میں بھی پنجابی ہی ہوں۔ اور اس میں بھی
شک نہیں کہ عہدہ داری کا طوق میرے گلے میں بھی ڈالا جاسکتا ہے!
ہاں تو اس مجلہ آئندہ کے کسی پہلے پرچے میں شیخ بہائی کی ایک غزل عارفانہ
نقل کی گئی تھی، جو بہ ذیل عنوان درج ہے۔

غزلہای عارفانہ ——— خدائے یگانہ

(از شیخ بہائی موضوع فوق را در غزلے عارفانہ باکمال لطافت سرودہ است)

تا کے بہ تمنائے وصالِ تو یگانہ — اشکم بود از ہر مژہ چوں سیل روانہ؟
گہ معتکف دیرم و گہ ساکن مسجد — یعنی کہ ترا می طلبم خانہ بہ خانہ
مقصودِ من از کعبہ و بت خانہ توئی تو — مقصود توئی کعبہ و بت خانہ بہانہ
حاجی برہ کعبہ و من طالب دیدار — او خانہ ہمی جوید و من صاحب خانہ
امید بہائی بود از کرم تست — نہ از عمل خویش و نہ از اہلِ زمانہ

اس غزل پر چند ایک لوگوں نے مدیر کے پاس اعتراض کیا کہ یہ غزل شیخ بہائی کی نہیں بلکہ
یہ تو غزل عارفانہ خیالی بخاری کی لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ آقائے علی حکمت، جو ہندوستان
کئی مرتبہ آچکے ہیں۔ اور جن کی شخصیت سے عوام واقف ہیں۔ انہوں نے مدیر موجہ
کو لکھا کہ "تذکرہ غلطی درام کہ مخمس ار اشیخ بہائی با تضمین ابن قطعہ خیالی را در بر درا د" اس
کے بعد آقائے کیوان سمیعی نے بھی ایک مقالہ سپرد قلم کیا جو اسی موضوع پر تھا۔ یہ قطعہ جسکا
ذکر آقائے علی حکمت نے کیا ہے۔ وہ بھی آقائے کیوان نے لکھا ہے۔ جو کہ ابھی ذیل میں درج
کردونگا۔ اس قطعے کے سات بیت ہیں۔ جس شکل میں کہ یہ قطعہ شائع ہوا ہے اس میں
فقط اسِ کے پانچ بیت ہیں اور ان میں سے صرف تین دونوں قطعوں میں مشترک ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی بھائی آملی اور خیالی بخارائی والے قطعوں میں۔ درحقیقت بھائی آملی کے قطعہ کی نسبت اس قطعے میں چار بیت اضافی ہیں اور دو اُن سے کم۔ مدیر نے اس امر کا ذکر ضروری نئے لازم سمجھا ہے کہ "

"این تذکرہ ما تا حدی تائید میکند اظہار آقائے علی حکمت راکہ یرشیخ بھائی قطعہ خیالی را تضمین کردہ است یعنی در صحت انتساب مخمس منسوب بہ بھائی در تذکرہ قطعی الیشان، باشہرتی کہ غزل خیالی بنام او دارد، چندان تردید نتواں دانست، وچوں مخصوصاً مطلع در قطعہ متفاوت و قطعہ ہا نیز با دو تخلص مختلف و اختلاف مضمون میباشند محقق است کہ ہر دو شاعر در این وزن و قافیہ

سرودہ اند، اما اینکہ قطعہ بہ میان دو شاعر مشکوک باشد"

اس جگہ مدیر نے اظہار کیا ہے کہ ممکن ہو سکتا ہے کہ آقائے کیوان کو مخمس کا علم نہ ہو۔ اور انہوں نے ذیل کی غزل خیالی بخارائی کی سمجھکر ارسال کر دی ہو اور یہ ہے۔

غزل عارفانہ خیالی بخارائی

اے تیرِ غمت را دل عشاق نشانہ — خلقے بتو مشغول و تو غائب ز میانہ

گہ معتکف دیرم و گہ ساکن مسجد — یعنی کہ ترا می طلبم خانہ بہ خانہ

مقصود من از کعبہ و بت خانہ توئی تو — مقصود توئی کعبہ و بت خانہ بہانہ

ہر کس بہ زبانی صفتِ حمد تو گوید — نائی بنوائے نے و مطرب بہ ترانہ

حاجی بر د کعبہ و ما طالب دیدار — او خانہ ہمی جوید و من صاحب خانہ

. . . . — باقی بہ جہانست کہ فسونست و فسانہ

تقصیر خیالی بامید کرم تست — یعنی کہ گناہ را بہ ازیں نیست بہانہ

غور فرمائیے تو جو تفاوت ہے، وہ فوراً نظر آجائے گا۔ مثلاً مطلع و مقطع شیخ بھائی کی کا ملاحظہ فرمائیے۔ جو کہ یوں ہے،

تا کے بہ تمنائے وصال تو یگانہ — اشکم بود ہر مژہ چوں سیل روانہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امید بہائی بہ وفور کرم قست نہ از عمل خویش بود نہ از اہل زمانہ

بہ اس تمام روداد کے بعد آقائے علی حکمت کا مراسلہ درج ہے جو کہ طویل ہے مگر کچھ اقتباس یہاں دیکر آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ آقائے علی حکمت فرماتے ہیں۔

"بہ حکم وظیفہ لعبی سزاوار دانست کہ توضیحی درایں باب عرض نماید تا آں مجلہ گرامی نفیس از اشتباہ وسہو مصون ماند۔ ایں غزل کہ از منظومات لطیف عرفانی دبسیار نغز وفصیح سرودہ شدہ اثر طبع خیالی بخارائی است وایں شاعر در نیمۂ اول قرن نہم در بخارا می زیستہ واز معاصرین ومعتقدین خواجہ عصمت اللہ بخاری شاعر عصر تیمور لنگ بودہ است۔ (رجوع شود بہ تذکرۃ الشعرا دولت شاہ سمرقندی ص ۱۲۱ و مجالس النفائس میر علی شیر نوائی ص ۱۸۸ و ص ۱۲ طبع جدید طہران) غزل او لبکر رواں وسلیس ودلنشین است ہمیشہ مورد عنایت وتوجہ شعرا شاعر قرار گرفتہ باستقبال وتخمیس وتضمین آن شاعران متعدد ہمت گماشتہ اند۔ از آں جملہ شیخ بہائی آملی آنرا مخمس نمودہ است آں مخمس بتمامہ در مجموعۂ خطی کہ ایں بندہ قدیماً جمع آوری کردہ است ثبت شدہ ولی متاسفانہ چوں ذکر ماخذ نشدہ معلوم نیست کہ از کجا گرفتہ ونقل نمودہ ام، عین مخمس را برائے جناب عالی میفرستم کہ اگر سزاوار دانستید عیناً در یکے از صفحات آں مجلہ درج فرمائید کہ فائدۂ آں عام وتمام باشد۔"

اور اگر اجازت ہو تو اس اقتباس کو تھوڑی ترمیم کے بعد اس کی آخری سطور کو میں بھی دہرا دوں۔

"کہ عین مخمس کہ بند ہائش باقی ماندہ کہ در صدق ہفتہ وار چاپ نشدہ، برائے جناب عالی میفرستم کہ اگر سزاوار دانستید عیناً در یکے از اشاعت مجلہ شہیرۂ برہان درج فرمائید کہ فائدہ آں عام وخاص باشد!"

اس کے بعد پھر وہی مخمس درج ہے جو پنجابی عہدہ دار نے "صدق" میں شائع کرایا ہے۔ مگر اس میں کچھ بند زائد ہیں جو صدق میں نہیں آئے۔ آپ کے لئے درج کرتا ہوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ لطف اندوز ہو لیں اور اس مزید تحقیق سے آپکی تشنگی دور ہو جائے، واقعی اس شاعر کے کلام میں حقیقت کی چاشنی ہے۔ بلکہ یہاں ایک التماس کرونگا کہ آپ پنجابی عہدہ دار کے مراسلہ کو صدق سے مستعار لیکر اس مراسلہ کی تمہید بنا کر شائع کر دیں تاکہ تحقیق بہ پایاں رسد! اور اس پنجابی عہدہ دار کی گستاخی معاف فرمائیں میں ایک دوسرے پنجابی بھائی کے لئے معذرت خواہ ہوں کہ اس نے براہ راست آپ سے کیوں نہ ذکر کیا۔

بقایا بند ملاحظہ فرمائیے:—

تا کہ بہ تمنائے وصالِ تو یگانہ — اشکم شود از ہر مژہ چوں سیل روانہ
خواہد بسر آید شب ہجراں تو یا نہ — اے تیر غمت را دل عشاق نشانہ

جمعے بتو مشغول و تو غائب ز میانہ

بلبل چمن زان گل رخسار نشاں دید — پروانہ در آتش شدہ انوار عیاں دید
عارف صفت روئے تو از پیرو جواں دید — یعنی ہمہ جا عکسِ رخِ یار تواں دید

دیوانہ منم من کہ روم خانہ بخانہ

عاقل بقوانین خرد راہ تو پوید — دیوانہ برہ دل از ہمہ آئین تو جوید
تا غنچہ منشگفتہ ازین باغ کہ بوید — ہر کس بہ زبانی صفتِ حمد تو گوید

مطرب بہ غزل خوانی و بلبل بہ ترانہ

اب آپ اپنی داستان سنائیے کہ آپ نے اسے حکیم ناصر خسرو کا شعر کیسے سمجھا تھا؟ آپ نے فرمایا ہے کہ اس کی ایک دلچسپ داستان ہے، جو ایک "ذہنی حجاب" کا نتیجہ ہے۔ آپ نے "ذہنی حجاب" کے لئے Mental complex کا لفظ استعمال کیا ہے۔ میں سمجھ تو گیا ہوں کہ آپکی اس سے مراد کیا ہے، مگر اس کی کچھ دلچسپ مثالیں مجھے بھی یاد ہیں۔ اور ڈاکٹر فرائڈ نے اپنی کتاب Psychopathology of Everyday Life

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ں اور بھی مزیدار حکایتیں بیان کی ہیں ۔ کئی بار زندگی میں ہوتا ہے کہ غلط نام کسی چیز
کے ساتھ منسوب کر دیا جاتا ہے حالانکہ اصل نام دماغ میں ضرور گھوم رہا ہوتا ہے ۔ بعض
بااوقات دیدہ و دانستہ بھی سرزد ہو جاتا ہے ۔ مثلاً شعر یاد ہو مگر شاعر کا نام بھول گیا ہو تو
ی اور کے نام کے ساتھ منسوب کر دیا جاتا ہے ! اصلی complex یہی ہے ۔ مجھے
یسا معلوم ہوتا ہے جس طرح آپ کے complex کا ذمہ دار حکیم ناصر خسرو نہیں ،
بلکہ امیر خسرو ہیں !

تفسیر مظہری

تمام عربی مدرسوں، کتب خانوں اور عربی جاننے والے اصحاب کے لئے بیمثل تحفہ

ارباب علم کو معلوم ہے کہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی یہ عظیم المرتبہ تفسیر مختلف خصوصیات کے اعتبار سے اپنی نظیر نہیں رکھتی لیکن اب تک اس کی حیثیت ایک گوہر نایاب کی تھی اور ملک میں اس کا ایک قلمی نسخہ بھی دستیاب ہونا دشوار تھا۔

الحمد للہ کہ ۔ سالہا سال کی عرق ریز کوششوں کے بعد ہم آج اس قابل ہیں کہ اس عظیم الشان تفسیر کے شائع ہو جانے کا اعلان کر سکیں اب تک اس کی حسب ذیل جلدیں طبع ہو چکی ہیں جو کاغذ اور دیگر سامان طباعت و کتابت کی گرانی کی وجہ سے بہت محدود مقدار میں چھپی ہیں

ہدیہ غیر مجلد جلد اول تقطیع ۲۲×۲۹ ساٹھ روپے جلد ثانی ساٹھ روپے
جلد خامس ساٹھ روپے جلد ششم آٹھ روپے جلد ثالث و رابع زیر کتابت ہیں

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی

© rasailojaraid.com